سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تقریر: صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

شائع کردہ:۔ محمد الیاس احمدی یادگیر (میسور اسٹیٹ)

پیش لفظ

مذہب کے دو بڑے ستون ہیں (۱) دنیا کے خالق و مالک خدا کے سامنے عبودیت و تذلل کا اظہار اور (۲) اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا اظہار۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی ان دونو پہلوؤں کے اعتبار سے تمام بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ پیش کرتی ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ سنہ ۱۹۶۱ء کے موقعہ پر جو تقریر سیرت النبیؐ کے موضوع پر فرمائی ہے اس میں حضرت رحمۃ العلمینؐ کی زندگی کے دوسرے پہلو کو نمایاں کیا ہے۔ یہ تقریر اس سے قبل ربوہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اب اس کے افادہ کے پیش نظر اس کا دوسرا ایڈیشن محترم جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب ابن حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب صحابی مرحوم اپنے خرچ سے شائع کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس للٰہی خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور اخروی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء (آمین)

مرزا وسیم احمد
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شفقت علیٰ خلق اللہ

دسمبر ۱۹۶۱ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے مندرجہ بالا موضوع پر جو تقریر فرمائی اس کا مکمل متن افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب ۵۷)

انسان کامل

آں ترحما کہ خلق از وے بدید — کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے

ہمارے سید و مولیٰ ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

انسانِ کامل ہی ہر صفتِ کمال اور ہر خوبی میں تمام انسانوں سے
اعلیٰ اور افضل اور برتر۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کمال سے
موصوف ہونے اور انسان کامل کا نام پانے کے لئے تین اوصاف کا
کامل طور پر کسی انسان میں پایا جانا بطور شرط قرار دیا ہے۔

اوّل۔ یہ کہ ایسا انسان بشریت کے تمام ظاہری اور باطنی
خواص اپنے اندر رکھتا ہو اور کمالاتِ انسانی میں سے کوئی کمال
ایسا نہ ہو۔ نہ ظاہر کے لحاظ سے نہ باطن کے لحاظ سے۔ جو اس میں
موجود نہ ہو۔

دوم۔ یہ کہ اس میں خدا تعالیٰ کی روح کامل طور پر پھونکی جائے
اور وہ صفاتِ الٰہیہ کا کامل اور اتم مظہر ہو اور صفاتِ الٰہیہ تمام
و کمال اس میں جلوہ گر ہوں اور اس کی روح اور وجود کا ذرہ ذرہ
خدا تعالیٰ کی روح کے لئے تجلی گاہ بن جائے۔

سوم۔ پھر جب اس میں یہ دو باتیں پیدا ہو جائیں گی تو
لازماً اس میں ایک ایسا حسن اور ایسی کشش پیدا ہو جائے گی کہ
کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی طرف بے تابانہ اور بے اختیارانہ
کھچتا چلا آئے گا۔ گویا کہ وہ تمام موجودات کا محور ہے۔ اور وہ مقناطیس
ہے جس کی طرف ذرہ ذرہ ایک طبعی کشش اور فطرتی شوق اور

ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی لذت کے ساتھ کھینچا جاتا ہے اور ہر موجود
اسے اپنا مطلوب قرار دیتا اور اس کی خدمت کرنا اور اس کی
مقصد براری میں لگ جانا اپنے لئے عین راحت یقین کرتا ہے یہی
وہ چیز ہے جسے قرآن کریم کی اصطلاح میں مسجود ملائک قرار دیا گیا ہے
غرض یہ وہ تین باتیں ہیں جن کے کامل طور پر پائے جانے کے
نتیجہ میں کوئی انسان، انسانِ کامل کہلا سکتا ہے اور ایسا انسان ایک
ہی ہے یعنی ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔
اللہ تعالیٰ نے سورۂ ص کی مندرجہ ذیل آیات میں یہی مضمون
بیان فرمایا ہے فرماتا ہے:-

اِنّی خالقٌ بشراً من طینٍ فاذا سوّیتہٗ
ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہٗ سٰجدین

یعنی خدا نے کہا کہ میں اپنے ہاتھ سے ایک کامل انسان بناؤں گا
پھر تمام بشری صفات و کمالات اس میں رکھنے کے بعد اس میں اپنی
روح کامل طور پر پھونک کر اسے اپنی صفات اور اپنے جلال اور جمال کا
تجلی گاہ بناؤں گا۔ تب اے تمام فرشتو تم بھی اور تمہارے ساتھ تمام
کائنات بھی اس کے احسانوں کے اقرار کے طور پر اس کی خدمت میں
لگ جانا۔

یہ بشر جس کا اس آیت میں ذکر ہے حضرت آدم نہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ نہ تو آدم کا کامل تسویہ ہوا یعنی بشریت
ان کی ذات میں اپنے کمال کو نہیں پہونچی اور نہ ہی وہ خدا تعالیٰ کی
روح کا کامل تجلی گاہ تھا اور نہ ہی سجودِ ملائک اس کے لئے تھا بلکہ
سجودِ ملائک تو اس نورِ محمدی کی وجہ تھا جس کی ایک ادنیٰ جھلک
فرشتوں کو آدم میں نظر آئی تھی۔ بات در اصل یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ حبیبِ خدا ہیں اس لئے خدا تعہ کے کلام میں
بکثرت آپ کا ذکر اشاروں اور کنایوں میں کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ
محبوب کا ذکر اشاروں ہی میں بھلا لگتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں — گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

محب اور محبوب کا تعلق ایک راز ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر طریق
اور احسن صورت یہی ہے کہ جب اس راز کی طرف اشارہ کرنا ہو تو
دوسروں کے ذکر میں کنایۃً اس ذکر کو لایا جائے۔

مقام شفاعت

اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کی اس آیت میں
بیان فرمایا ہے جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھی یعنی

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی نہایت درجہ تعریف کرتا ہے جو اس بات
کا ثبوت ہے کہ اس میں خدا کی روح چمکی ہے اور اس نے لاہوتی
صفات سے حصہ لیا ہے اور فرشتے بھی اس کی تعریف کرتے ہیں اور
اس کے لئے دعائیں لگے ہوئے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ
اسے مخلوقِ خدا کے ساتھ بھی کامل تعلق ہے اور ہر موجود نے فیضانِ الٰہی
اس کے ذریعہ سے پایا ہے۔ اور اقرار کرتے ہیں کہ مخلوقِ خدا کی طرف
سے جو حق آپ پر عائد ہوتا تھا۔ آپ نے وہ حق کامل طور پر ادا کر دیا
ہے۔ اس لئے اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جنہوں نے اس انسان
کامل کی شفقتوں سے، اس کی محبت کے ترحم سے، اس کے نوروں
اور اس کی برکتوں سے ساری مخلوق سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ تم بھی
اس کی تعریف کرو اور اس کے محامد بیان کرو اور درود بھیجو اور
اس کے حضور میں سلام عرض کرو۔ اللّٰھمّ صلّ وسلّم وبارک علیہ

اس آیت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
خالق و مخلوق سے ایسا کامل تعلق ہے کہ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔
اور آپ نے دونوں طرف حقوق کو ایسے حسن و خوبی سے ادا فرمایا ہے کہ

جس کی تعریف و توصیف تحدید سے باہر ہے اور اس دو گونہ کامل اتحاد کے نتیجہ میں آپ کو وہ مقام حاصل ہوا ہے جسے مقامِ شفاعت کہتے ہیں اور آپ کو خالق و مخلوق کے درمیان شفیع مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ خدا تعالیٰ کے فیضانِ ربوبیّت اور اس کی رحمتوں اور اس کے فضلوں سے خدا کی مخلوق کو بہرہ ور کریں اور خدا تعہ سے لیکر اس کے بندوں کو دیں۔

شفیع کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینے کے ہوتے ہیں اور شفیع وہ ہے جو خالق اور مخلوق کو ملاتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ عام مخلوق اپنے قصوروں اور کمزوریوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فیضان کو بلا واسطہ لینے کے اہل نہیں اس لئے اللہ تعالےٰ کی رحمت اور حکمت نے چاہا کہ ایک ایسا وجود پیدا کرے جو اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہو اور اس کے فضلوں اور رحمتوں کو اس کے بندوں تک پہنچائے۔

عالمِ ظاہر میں اس قانونِ شفاعت کی موٹی اور واضح مثال ماں کا وجود ہے کہ بچہ چونکہ اپنی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی نعمتوں، روٹی، پھل وغیرہ اشیاء سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اللہ تعہ نے اس پر رحم کر کے اس کے اور اپنے فیضان کے درمیان ایک

وسیلہ اور شفیع پیدا کر دیا ہے۔ یعنی اسکی ماں جو خدا کی ان نعمتوں کو لیتی ہے پھر اپنی انتہائی محبت اور شفقت کی وجہ سے اپنے جگر کا خون کر کے ان نعمتوں کو ایسی شکل میں تبدیل کر دیتی ہے جس سے اس کا بچہ فائدہ اٹھا سکے۔ تب اس محبت اور قربانی اور ایثار کے نتیجہ میں اس کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ یہ دودھ کا ماں کی چھاتیوں میں اتر آنا اسی انتہائی شفقت اور رحمت کا کرشمہ ہے جو مقامِ شفاعت پر فائز ہونے والے انسان کے دل میں ہوتی ہے۔

صفاتِ الٰہیہ کے مظہرِ اتم

پھر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دوطرفہ کامل تعلق کے متعلق جس کے نتیجہ میں آپ ایک طرف تو کامل طور پر خالق میں محو ہو گئے اور دوسری طرف بنی نوع انسان کی ہمدردی میں گداز ہو کر آپ کی روح پانی کی طرح بہہ پڑی۔ اور ان کی محبت میں آپ نے ایسی ایسی قربانیاں کیں جو تصور سے بالا ہیں۔ اور ان کی شفقت کے لئے اور خدا تعہ کے فضلوں سے انہیں حصہ دلانے کے لئے لاکھوں موتوں کو اپنے لئے قبول کر لیا۔ فرماتا ہے۔

دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھتے گئے۔
یہاں تک کہ کامل طور پر اس میں محو ہو گئے اور اس کی تمام صفات کے
مظہر ہو گئے اور اپنی ساری مرضیات پر موت وارد کر کے اپنے مولیٰ
کی مرضیات کو اختیار کر لیا۔ اپنے وجود سے کلی طور پر الگ ہو کر ہمہ وجود
اپنے خالق کا رنگ اختیار کر لیا۔ اتنے مٹے، اتنے مٹے اور اس طرح
اپنی ذات سے کھوئے گئے کہ آئینہ بن گئے جس میں خدا کا چہرہ
نظر آنے لگا۔ غرض جب تمام صفات باری کو اپنے وجود میں عکسی طور
پر پیدا کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا سب کچھ آپ کو دے دیا تو نیچے
آئے تا کہ خدا کی مخلوق کو اس فیضان سے حصہ دیں جو آپ نے خدا
سے پایا تھا۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور انسان ہوتا جسے یہ مقام حاصل
ہوا ہوتا تو وہ اپنے سفر کو ختم سمجھتا۔ کیونکہ اس نے جو کچھ پانا تھا پا لیا
اور تمام بلندیوں کو طے کر لیا لیکن ہمارے حضور ایسے نہ تھے۔ آپ کے
دل میں خدا کے بندوں کی اتنی ہمدردی اور محبت تھی کہ جب خدا نے
آپ کو یہ دولت دی تو پہلا خیال آپ کے دل میں یہی آیا کہ میں خدا
کی دوسری مخلوق کو بھی اس نعمت سے حصہ دوں۔ چنانچہ آپ نے
بندوں کی طرف نزول کیا۔ تا کہ خدا کے فیضان سے اس کے بندوں کو
حصہ دیں اور اس کی ربوبیت اور اس کی رحمانیت اور رحیمیت اور

مالکیت یوم الدین کو دنیا پر ظاہر کریں۔ اس دو طرفہ صعود و ہبوط کا
نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو دونوں طرفوں سے کامل تعلق ہو گیا گویا کہ دونوں
قوسوں کی ایک ہی وتر ہو گئے۔ اب چاہے تم اسے قوس اعلیٰ کی
وتر سمجھو یا قوس اسفل کی۔ بہرحال وتر ایک ہی ہے۔ جس نے دونوں
قوسوں کو ملا دیا ہے اور خالق اور مخلوق کے درمیان برزخ کے طور
پر واقع ہے کہ خدا کے فیضان کو بندوں تک پہنچاتا اور بندوں کو
خدا سے ملاتا ہے۔

دونوں قوسوں سے مساوی تعلق

میری تقریر کا موضوع اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا کی
مخلوق سے شفقت سے تعلق رکھتا ہے یعنی مجھے یہ بتانا ہے کہ آپ
قوس خلق کی وتر ہیں۔ لیکن جیسا کہ اوپر کے بیان سے ظاہر ہے آپ کا
وجود باجود اس طرح پر واقع ہے کہ دونوں قوسوں سے اسے مساوی
تعلق ہے۔ اس لئے ان میں سے کوئی مضمون اس وقت تک بیان
نہیں ہو سکتا جب تک کہ دوسرے حصہ پر بھی کچھ روشنی نہ ڈالی جائے
یوں سمجھیں کہ آپ کا وجود ایسا ہے جیسے دو منزلہ عمارت کا وہ حصہ جو
پہلی منزل کو دوسری منزل سے الگ کرتا ہے۔ پہلی منزل اگر خلق کا

مقام سمجھ لیا جائے تو آپؐ اس منزل کی چھت ہیں اور دوسری منزل
کو اگر خالق کے مقام سے تشبیہہ دی جائے تو آپؐ اس منزل کا فرش
ہیں۔ بہر حال تعلق دونوں سے مساوی ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے
جو فرمایا۔

وجعلنا السماء سقفاً محفوظاً۔

یہاں آسمان سے مراد آنحضورؐ ہی کا وجود ہے جو ایک طرف
تمثیلی طور پر عرش رب العالمین بھی ہے اور دوسری طرف محفوظ چھت
بھی ہے جس کے نیچے خدا کی مخلوق آفات و مصائب اور ہلاکتوں سے
بچ سکتی ہے محفوظ چھت کے الفاظ میں آنحضور صلعم کی شفقت علیٰ
خلق اللہ ہی کی طرف اشارہ ہے کہ جو اس چھت کے نیچے پناہ لے گا
اور اس کی رحمت اور شفقت سے حصہ لے گا وہ کبھی ناکامی اور نامرادی
کا منہ نہیں دیکھے گا۔

اس تمثیل سے یہ بھی واضح ہے کہ جو کچھ اوپر سے نیچے آئے گا۔ اسی
چھت میں سے ہو کر آئے گا جو کہ دونوں قوسوں کی ایک ہی وتر ہے
اور ہر موجود جو خدا کے فضلوں کو حاصل کرتا ہے وہ اسی ذریعہ سے حاصل
کرتا ہے پہلوں نے بھی آپؐ ہی کے فیضان سے حصہ لیا۔ اور آئندہ بھی
ہر کوئی فیض الٰہی آپ ہی کے ذریعہ حاصل کرے گا سورج کی ضیا پاشیاں

اور چاند کا نور موسیٰ کا جلال اور ابراہیمؑ کا حلم اور جمال سب اسی نور
محمدی کا حصہ ہے۔ آپؐ کی مامتا اور آپ کی گود ہر ایک مخلوق کے لئے
انتہائی شفقت سے کھلی ہے۔

غرض مقام تدلّٰی یعنی شفقت علیٰ خلق اللہ کے مضمون کو
بیان کرنے کے لئے مقام دنو پر بھی روشنی ڈالنی ضروری تھی۔ جسے اختصاراً
بیان کرنے کے بعد اب میں حضور کے مقام تدلّٰی پر یعنی حضور کی شفاعت
کے اس حصہ پر جس کا مخلوق خدا سے انتہائی ہمدردی اور ان کے لئے
انتہائی ایثار اور ان سے بے انتہا پیار اور بے حد محبت سے تعلق ہے
کچھ روشنی ڈالوں گا۔

مقام تدلّٰی کی تشریح

تدلّٰی کا لفظ دلو سے نکلا ہے جس کے ایک معنی شفاعت کے
اور دوسرے معنی ڈول کے ہوتے ہیں اور مفہوم اس کا یہ ہے آنحضور
صلی اللہ علیہ وسلم اس مقامِ شفاعت پر فائز ہیں کہ خدا تعالیٰ سے انتہائی
تعلق کی وجہ سے اس کے فیضان کو حاصل کرتے اور مخلوق پر انتہائی
مہربان اور ان کے انتہائی غمگسار ہونے اور ماں باپ سے بڑھ کر
ان کی چاہت رکھنے کے سبب اس فیضانِ الٰہی کو اس کے بندوں تک

پہنچاتے ہیں۔ چونکہ آپؐ خدا تعالےٰ کی تمام صفات کے مظہر ہیں اور
خدا تعالیٰ کی صفات اتنی ہی متعدد ہیں جتنی اس کی مخلوق اس لئے
آپؐ کی ہمدردی بھی بے نہایت اور تمام مخلوق پر حاوی ہے۔ آپؐ
خدا کی ہر صفت سے حصہ لیتے اور اس کی ہر مخلوق کو خواہ وہ قریب ہو
یا بعید اس کی استعدادوں کے مطابق خدا کے فضل اور رحمت سے حصہ
دیتے ہیں۔ ذرّوں میں باہم اتصال کی قابلیت، حسن کی کشش، بارش کا
فیضان اور زمین کا قبولِ فیضان، سمندروں کی گہرائی، فضاؤں کی
وسعت، پہاڑوں کی استقامت، سورج کی تابانی، چاند کی چاندنی
ستاروں کی جگمگاہٹ، آسمانوں کی بلندی، فرشتوں کی تسبیح و تقدیس
انسان کا خلیفۃ اللہ ہونا، ماں کی مامتا، باپ کی شفقت، دوست
کی وفاداری، غرض ہر حسن و خوبی، ہر طاقت و قوت، برکت و نور
اسی وجود مبارک کی شفاعت کا نتیجہ ہے حسن و احسان کا سرچشمہ
خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور حسنِ خداوندی کا مظہر محمد عربی قاب
قوسین۔ شفیع الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا رب
نور ہے اس نے چاہا کہ نور پیدا کرے تب اس نے محمدؐ کو
پیدا کیا۔ پھر اس نور کی برکت سے تمام موجودات ظہور میں آئیں
فصلی اللہ علیہ وسلم۔

اگرچہ اس سوال کا جواب کہ یہ مقام محمود یا مقام شفاعت
صرف ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں ملا کسی اور کو کیوں نہیں ملا۔
پہلے آچکا ہے لیکن مزید وضاحت کے لئے میں قرآن کریم کی ایک اور
آیت کو پیش کرتا ہوں جو اس مضمون کو اور بھی واضح کر دیتی ہے
فرماتا ہے۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی
للہ رب العالمین۔

تو دنیا کو بتا دے کہ میری عبادتیں اور میری قربانیاں، میری
زندگی اور اس کا ہر لحظہ، میرا مرنا اور میرا جینا اللہ کے لئے ہے۔ میرا اپنی
زندگی پر کوئی حق نہیں رہا۔ میں کامل طور پر اس کی راہ میں فنا ہو گیا
ہوں۔ مجھے اب اپنے نفس سے اور اس کی خوشیوں سے اور اس کے
آرام اور اس کی تکلیف سے کوئی غرض نہیں۔ کیونکہ میرا سب کچھ اللہ تعالیٰ
کے لئے ہے وہ اللہ تعالیٰ جو سب جہانوں کا پیدا کرنے والا اور ان کی پرورش
کرنے والا ہے۔ یہاں للہ رب العالمین کے الفاظ میں پھر اسی
قاب قوسین کے مقام کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آنحضور کی قربانیاں
اور زندگی اور موت اس لئے تھی کہ کامل طور پر خدا تعالیٰ میں محو ہو کر اس کے
فیضان کو دنیا تک پہنچائیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری تھا کہ آپ

اپنے اوپر ایسی فنا وارد کرتے جس کے بعد نفس کا کچھ باقی نہیں رہتا اور اس راہ میں ہر لحظہ ہزاروں موتوں کو قبول کرتے جس طرح کسی نے کہا ہے۔

مرے سو منگن جائے

چونکہ آپؐ نے ربوبیت عالمین کو ظاہر کرنا تھا ہر مخلوق کے لئے خداؐ سے مانگنا تھا۔ اس لئے ہر بار کے مانگنے کے لئے آپ کو ایک موت کا سامنا کرنا ضروری تھا۔ اس لئے فرمایا کہ میرا مرنا اور جینا اور میری بے مثال قربانیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں تاکہ میری اس قربانی کے نتیجہ میں ربوبیت عالمین ہو سکے غرض اس مقام کے لئے جس بےنفسی، بےجگری جاں کنی، سینہ کاوی و دلگدازی کی ضرورت تھی جتنی رحمت شفقت ہمدردی غمگساری دلفگاری حزن وقلق مطلوب تھا۔ جس طرح اس راہ میں فنا ہو جانے اور کلی مٹ جانے کی ضرورت تھی۔ یہ بات سوائے رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے میں پائی ہی نہیں جاتی۔

خدا تعالیٰ سے انتہائی محبت اور اس کے بندوں پر انتہائی شفقت

خدا تعالیٰ سے انتہائی محبت اور خدا تعالیٰ کے بندوں پر انتہائی شفقت

ہی وہ امانت ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ امانت اہل سماء پر بھی پیش کی اور اہل ارض پر بھی لیکن کوئی اس جنس گرانمایہ کا خریدار نہ ملا۔ اور کوئی اس بارِ گراں کے اٹھانے کا روادار نہ ہوا۔ کیونکہ اس امانت کا اہل بننے کے لئے آسمانوں کی رفعت و وسعت زمینوں کا تذلل اور فروتنی پہاڑوں کا عزم و استقامت کافی نہ تھا بلکہ ایک چوتھی چیز کی بھی ضرورت تھی۔ یعنی قلب محمدؐ کی بےنفسی سوزش اور گداز جو محمدؐ کے سینہ کے سوا کہیں اور موجود نہیں وحملها الانسان انه كان ظلوما جهولا۔ سو اسی انسان کامل نے اس بوجھ کو اٹھایا، اس لئے کہ وہ مخلوقِ خدا کی ہمدردی میں حد درجہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے اور اس کا سینہ ہمدردئ خلائق کے جوش سے ایسا پُر ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچانے کی خاطر وہ اپنا نفع و نقصان بالکل بھول جاتا ہے۔

فداہ ابی وامی ونفسی وروحی۔

حضرت ابوہریرہ کی ایک روایت

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ جانتے ہو خدا تعالیٰ نے مجھے

کیوں تمام بنی آدم پر فضیلت دی ہے اور ان کا سردار بنایا ہے
عرض کی خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا محشر کا میدان ہوگا
تمام انسانوں پر انتہائی خوف و ہراس کی حالت طاری ہوگی سورج
بہت قریب آجائیگا مخلوق خدا کو ایسی تکلیف اور غم ہوگا کہ ان
کی برداشت سے باہر ہوگا۔ تب وہ انبیاء کے پاس جائیں گے کہ
اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کرو۔ یکے بعد دیگرے وہ آدمؑ کے
پاس نوحؑ کے پاس ابراہیمؑ کے پاس موسٰیؑ و عیسٰیؑ کے پاس جائیں گے
لیکن ہر جگہ انہیں مایوسی ہوگی اور ہر نبی یہ کہہ کر انکار کردے گا
کہ آج ہمارا رب اتنا غضب ناک ہے کہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ
آئندہ کبھی ہوگا نفسی نفسی نفسی۔ ہمیں تو اپنی جان کی پڑی ہے
جاؤ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تب خداؔ کے بندے اس انسان کے
پاس جسے خداؔ نے امیدوں کا سورج بنا کر چڑھایا ہے جو ٹوٹے
دلوں کا جوڑنے والا اور مایوسوں کو خوشخبری دینے والا ہے حاضر
ہوں گے۔ اور ان کی امیدیں پوری کی جائیں گی۔ فرمایا
"پھر وہ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کی درخواست قبول
کروں گا اور اپنے رب کے عرش کے نیچے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ تب
خدا تعالیٰ مجھے اپنی حمد و ثنا ایسے طور پر سکھائے گا جو میرے سوا کسی

اور کو نہیں سکھائی گئی۔ جب میں اس کے مطابق اس کی حمد کروں گا
تو وہ عزوجل فرمائے گا۔ محمد اپنا سر اٹھا۔ مانگ جو مانگتا ہے تجھے
دیا جائے گا جس کی چاہے شفاعت کر۔ تیری شفاعت قبول ہوگی
تب میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا۔ امتی یارب امتی
یارب۔ میرے رب میں اپنے لئے کچھ نہیں مانگتا۔ تو میری امت کو
بخش دے۔ اس پر رحم کر۔ میرے رب میری امت جسے میں نے
اپنے خونِ جگر سے پالا ہے۔ جس کی خاطر میں نے وہ دکھ اٹھائے
ہیں۔ جنہیں تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میری وہ امت مجھے
دے دے۔ تب وہ ارحم الراحمین فرمائے گا۔ دیکھ یہ جو
جنت کا داہنا دروازہ ہے یہ صرف تیری امت کے لئے ہے۔
اس میں سے جتنے چاہتا ہے داخل کردے ان سے کوئی حساب
نہیں لیا جائے گا۔ اور باقی دروازوں میں بھی وہ دوسروں کے
شریک ہوں گے۔ غرض اس وقت جبکہ ان مقدسوں اور کاملوں
کی زبان پر بھی جنہیں ان کی قوموں کا نجات دہندہ بنا کر بھیجا
گیا تھا نفسی نفسی ہوگا۔ ہمارے پیارے آقا کی زبان پر امتی
امتی ہوگا۔

کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربان جہاں — نے بجسم خویش میلش نے بنفس خویش کار

نعرہ ہا پُر درد میزد از پئے خلقِ خدا — شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار
سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و دعا — قدسیاں را نیز شد چشم از غم آں اشکبار

(از حضرت مسیح موعود)

آپ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق پر اپنی جان چھڑکتے تھے۔ ان کے فائدہ کے لئے اپنے آپ کو قربان کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں آپ کو نہ تن بدن کا ہوش ہوتا تھا نہ اپنے آرام کا کوئی خیال۔ بس ہر وقت خدا تعالیٰ کے حضور روتے اور اس کے بندوں کے لئے رحم کی درخواست کرتے۔ آپ کی دعاؤں اور گریہ وزاری سے آسمان پر سخت شور بپا ہو گیا اور آپ کے غم کی تاب نہ لا کر فرشتے بھی رو پڑے۔

آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد رجوع رحم بر حق عالمِ تاریک و تار

آخر آپ کی عاجزانہ دعاؤں اور زاری کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کو بندوں پر رحم آگیا اور اس نے دنیا پر جو سخت تاریکی میں مبتلا تھی رحم کی نظر کی۔

اسی طرح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو دعا کا ایک ایسا موقعہ دیتا ہے کہ وہ جو مانگیں ان کو دیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بھی یہ موقعہ دیا لیکن میں نے خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ میرا یہ حق محفوظ رکھ میں قیامت

کے دن اسے اپنی امت کے حق میں شفاعت کے لئے استعمال کرونگا فرمایا انشاء اللہ میری شفاعت سے میری امت کا ہر فرد جو خدا کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک قرار نہیں دیتا فائدہ اٹھائے گا۔

خدا تعالیٰ کے بندوں سے عدیم المثال محبت و شفقت

خدا تعالیٰ کے بندوں سے محبت اور شفقت آپ کا فطرتی رنگ تھا اور ان کے لئے جان دینا آپ کے لئے ایک طبعی امر۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل لا اسئلکم علیہ من اجرٍ وما انا من المتکلفین (سورۃ ص)

یعنی تو ان سے کہہ دے کہ میں اس خدمت کا اس پالنے پوسنے کا اس محبت کا تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا۔ تکلف اور بناوٹ میرا طریق نہیں۔ تمہاری محبت اور تم پر شفقت تو میری فطرت میں داخل ہے اور میرے لئے عین راحت۔ کیا ماں باپ بچوں کی خدمت میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہیں یا کیا وہ کسی بدلہ کی خاطر خدمت کرتے ہیں پس میرے متعلق جن کی محبت ماں باپ سے بڑھ کر ہے کیونکر خیال کرتے ہو کہ میں کسی بدلہ کا متمنی ہو سکتا ہوں۔ میرا بدلہ یہی ہے کہ تم مجھے اپنی خدمت کرنے کا موقعہ دو۔

اسی طرح حضور فرماتے ہیں۔

الحبّ اساسی

خدا تعالیٰ نے میرے وجود کی بنیاد ہی محبت پر رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی محبت اور شفقت کا رنگ اتنا گہرا تھا کہ کسی طرح بھی اور کسی بھی حالت میں چھٹنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ کتنے کتنے آپ کو دکھ دیئے گئے۔ کس کس طرح سے آپ کو ستایا گیا۔ خود فرماتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی راہ میں اور بندوں کی ہمدردی کی پاداش میں وہ دکھ دیئے گئے ہیں جو کسی انسان کو نہیں دیئے گئے۔ اور اس قسم کے خطرات میں سے گزرنا پڑا ہے جن میں سے کسی کو گزرنا نہیں پڑا۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ مسلسل تیس دن ایسے آئے کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی ایسی چیز بھی نہیں ہوتی تھی جسے کوئی جانور بھی کھا سکے اور اگر کبھی کچھ ملا بھی تو اتنا تھوڑا کہ بلال کی بغل میں چھپ سکتا تھا۔

اُحد میں بدبختوں نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کو زخمی کر دیا۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی حفاظت نہ ہوتی تو قتل ہی کر ڈالتے چہرۂ مبارک سے خون جاری تھا۔ ہاتھ سے پونچھتے جاتے تھے اور زبان پر یہ الفاظ جاری تھے ہائے افسوس وہ لوگ کس طرح بامراد ہوں گے

کس طرح خدا کے فضلوں سے حصہ لیں گے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کر دیا۔ جس کا صرف اتنا قصور ہے کہ وہ ان کو اپنے رب کی نعمتوں اور برکتوں سے حصہ لینے کے لئے بلاتا ہے۔ اتنی جفا دیکھنے اور اتنا دکھ اٹھانے کے باوجود رنگِ محبت تھا کہ کسی طرح اترتا ہی نہیں تھا یہی دعا تھی۔

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

خدایا میری قوم کو ہدایت دے یہ نادان ہیں ناسمجھ ہیں نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

پس انسان حیران رہ جاتا ہے کہ حضور کی برکتوں اور نفع رسانی کو کس سے تشبیہ دے۔ بارش بے شک حیات کا ذریعہ ہے سورج کی منفعت سے کسی کو انکار نہیں۔ اگر اس کی گرمی اور نور نہ ہو تو زندگی ختم ہو جائے لیکن یہ زندگی اور نفع رسانی صرف جسم تک محدود ہے اور پھر ہے کتنے دن کی۔ مگر ہمارا رسول وہ پانی ہے جو دائمی اور لازوال حیات دیتا ہے۔ وہ سورج ہے جو روح کو گرماتا اور قلوب کو منور کرتا ہے عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ آپ کی محبت اور شفقت کو کس کی شفقت اور محبت سے مشابہ قرار دے۔ دنیا میں تین قسم کی محبت اعلیٰ درجہ کی سمجھی جاتی ہے۔ ماں باپ کی محبت اولاد سے۔ انسان کی اپنی جان سے

مالک کی اپنی مِلک سے، قرآن کریم میں اشارۃً آپ کی محبت کو ماں
کی محبت سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ بلکہ آپؐ کی محبت ماں سے بھی بڑھکر
ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

آں ترحّمہا کہ خلق از وے بدید
کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے

کسی بچے نے اپنی ماں سے وہ محبت نہیں پائی جو محبت اور
شفقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خداؐ کی ساری کی ساری مخلوق
پر فرماتے ہیں۔

پھر قرآن کریم میں آپؐ کو باپ بھی کہا گیا ہے۔ پھر سورۃ فاتحہ
میں اور خود آپؐ کے اسم گرامی محمد میں آپؐ کی مالکیت کی طرف
بھی اشارہ ہے۔ غرض آپؐ میں یہ ساری محبتیں جمع ہو گئی ہیں بلکہ
ان سے زیادہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم
وازواجه امهاتهم۔

نبی مومنوں سے اس سے بہت زیادہ محبت اور شفقت کرتا ہے
جتنی ان کی مائیں یا باپ ان سے محبت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی

زیادہ محبت کرتا ہے جتنی کہ وہ خود اپنی جان سے کرتے ہیں وازواجه
امهاتهم فرمایا کہ یہ محبت اتنی شدید ہے کہ ماحول پر بھی اثر انداز
ہو جاتی ہے جتنا کوئی انسان نبی سے قریب ہوتا ہے۔ خداؐ کی مخلوق
پر اتنا ہی زیادہ شفیق ہو جاتا ہے۔ فرمایا اس کی محبت کا اس بات
سے اندازہ کرنے کی ذرا کوشش کرو کہ اس سے تعلق کی وجہ سے اس کی
بیویاں بھی امت کی مائیں بن گئی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
ازواج کے اس مقام کا اتنا خیال تھا کہ جب ایک دفعہ آپؐ کی
ازواج نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ جب تنگی تھی ہم نے بھی
تنگی برداشت کی۔ اب فراخی ہے سارے مسلمانوں کے حالات
اچھے ہو گئے ہیں ان کے پاس کھانے کو اچھا ہے، پہننے کو اچھا ہے،
لیکن ہماری وہی حالت ہے کوئی وجہ نہیں کہ جب خداؐ نے فراخی
دی ہے تو ہم اپنی قربانی اور ایثار کو جاری رکھیں جس طرح آپؐ دوسرے
مسلمانوں کو دیتے ہیں ہمیں بھی خرچ دیں۔ ہمارے ماں باپ سے
بڑھ کر چاہنے والے آقا کو ہماری ماؤں کی یہ بات اچھی نہیں لگی۔ اور
اس کے رب کو بھی ان کی یہ بات نہیں بھائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے
کہا کہ تو اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو
تم مائیں ہو اپنے مقام کو سمجھو۔ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو

مائیں بن کر رہنا پڑے گا۔ ماں کا سا ایثار، ماں کی سی قربانی امت کے لئے کرنی ہوگی لیکن اگر دنیا چاہتی ہو تو میرا اور تمہارا گزارہ نہیں ہو سکتا

فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔

پھر یہی صورت ہے کہ میں تمہیں مال دے دوں اور تمہیں واپس تمہارے ماں باپ کے گھر بھیج دوں۔

ہر شخص جو ازواج مطہرات کی سیرت سے واقف ہے جانتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک (خدا کی برکتیں اور رحمتیں ان پر ہوں) حقیقی طور پر امت کی ماں تھی۔ ان میں سے ہر ایک امت کی ہمدردی میں غریب پروری میں جود و عطا میں اپنی مثال آپ تھی۔ حضرت عائشہؓ کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ شام تک تقسیم کر کے اپنے کپڑے جھاڑ کے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ رات کے کھانے تک کے لئے گھر میں کچھ نہیں تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو شکوہ ہوا۔ حضرت عائشہؓ اس پر اتنا ناراض ہوئیں کہ فرمایا آئندہ تم سے کچھ نہیں لوں گی۔ یہ رنگت اور یہ خوشبو اسی آسمانی گلاب کے قرب کا نتیجہ تھی۔

پس آپؐ مخلوق خدا کے لئے بجائے ماں بھی ہیں اور ان کے باپ بھی ہیں۔ آپؐ کو ان سے وہ تعلق بھی ہے جو مالک کو اپنے ملک سے

ہوتا ہے اور وہ تعلق بھی جو روح کو جسم سے ہوتا ہے فرماتا ہے۔

ثم انشانٰہ خلقا اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

یہ خلق آخر جو تمام کائنات کے لئے بمنزلہ روح کے ہے اور ہر جان کی جان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جن کے احسن وجود نے ثابت کر دیا کہ آپ کا پیدا کرنے والا احسن الخالقین ہے

حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

النبی اولی بالمؤمنین

تو حضور نے عام اعلان فرمادیا کہ جو مومن فوت ہو جائے اور مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کو ملے گا لیکن اگر قرض چھوڑے

فانا اولی بہ

تو میں ادا کروں گا۔

آپؐ تمام مخلوقات کیلئے سراپا رحمت ہیں

غرض یہ تمام محبتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود میں اکٹھی ہو گئی ہیں اور آپؐ وہی ہیں جو آپؐ کے رب نے آپ کو قرار دیا۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

فرماتا ہے۔ اے احسن التخلیق! اے بشر کامل! ہم نے تجھے تمام
عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ رحمت مجسم ہیں۔ ہر ایک سے
پیار کرنے والے۔ ہر ایک سے محبت کرنے والے، ہر ایک پر ترس کھانے
والے، ہر ایک کی ہمدردی اور غمگساری کرنے والے، ہر ایک کی بخشش کا
سامان کرنے والے، ہر ایک کی نگہداشت اور خبر گیری کرنے والے، ہر ایک
کے وجود کا باعث، ہر ایک کی بقا کا ذریعہ، ہر موجود کے شفیع، اس
تک فیضان الٰہی کو پہنچانے کا وسیلہ۔

انما انا القاسم واللہ ھو المعطی

دینے والا تو خدا ہی ہے۔ مگر خدا نے مجھے اپنی حکمت سے اپنی
رحمت اور عطا کا تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔ ہر ایک جو فیضانِ الٰہی
کو پاتا ہے میرے ذریعہ پاتا ہے۔

فسبحان المعطی وصلی اللہ علی القاسم۔

پس آپؐ کی شفقت اور محبت کو ان ہی الفاظ میں بیان کیا
جاسکتا ہے کہ آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپؐ کی ہمدردی اور
ترحم کی نہ گہرائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے نہ وسعت کا نہ کیفیت کا
نہ کمیّت کا۔ آپؐ رحمت ہیں عالم ملکوت کے لئے بھی اور عالم ناسوت
کے لئے بھی، عالم جماد کے لئے بھی اور عالم نباتات کے لئے بھی، عالم اجساد

کے لئے بھی اور عالم ارواح کے لئے بھی، عالم حیوانی کے لئے بھی اور
عالم انسانی کے لئے بھی۔ اچھوں کے لئے بھی اور بُروں کے لئے بھی،
انبیاء کے لئے بھی اور عوام الناس کے لئے بھی۔

آپؐ رحمت ہیں عالم ملکوت کے لئے کیونکہ آپؐ ہی ہر موجود کے
وجود میں آنے کا باعث ہیں۔ آپؐ کے ذریعہ فرشتوں نے اسماء باری کا
وہ علم پایا جو انہیں پہلے حاصل نہ تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فرشتے آپؐ
کی تعریف کرتے ہیں اور آپؐ کو دعائیں دیتے ہیں جو اس بات کا اقرار ہے
کہ آپؐ واقعی ان کے لئے رحمت ہیں اور ان کے محسن۔

آپؐ رحمت ہیں عالم جماد کے لئے ایک حقیر ذرّہ سے لیکر آفتاب
عالم تاب تک سب کے لئے کیونکہ ان میں جو بھی خوبی پائی جاتی ہے
وہ نور محمدی ہی کا انعکاس ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ
ایک دفعہ حضورؐ کے ساتھ جا رہا تھا جس درخت یا پتھر کے پاس سے آپؐ
گزرتے وہ آپؐ کو سلام کہتا۔ یہ شجر و حجر کا سلام وہی صلوٰۃ ملائک ہے
جس کا سورۂ احزاب میں ذکر ہے کیونکہ فرشتے ہی ان کے مدبّر ہیں۔
اس لئے فرشتوں کا صلوٰۃ و سلام تمام کائنات کی طرف سے ہے۔

پھر آپؐ رحمت ہیں عالم نباتات کے لئے۔ روایت ہے کہ شروع
میں آپ ایک کھجور کے درخت کے تنے کے ساتھ سہارا لے کر خطبہ ارشاد

ارشاد فرماتے تھے۔ پھر آپؐ کے لئے ممبر تیار کرایا گیا۔ جب آپؐ اس پر
بیٹھے تو وہ ٹنڈ فراق رسول کی وجہ سے رو پڑا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے
اس کے رونے کی آواز اپنے کانوں سے سنی یوں آواز آتی تھی جس طرح
بچہ سسکیاں لے رہا ہو۔ رحمتِ عالم ممبر پر سے اتر کر اس کے پاس
آئے اور اسے اپنے ساتھ لگا کر اس پر ہاتھ پھیرا۔ تب اسے چین آیا۔
حضرت حسن بصری یہ روایت بیان کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ
اے انسانیت کا دعویٰ کرنے والو! فراق رسول میں ایک تنے کا یہ حال
تھا۔ اب تم ذرا اپنی بھی کہو کہ تمہاری محبت کا کیا رنگ ہے۔ اللّٰھم
صل علیٰ محمدؐ۔ اللّٰھم صل علی محمدؐ۔ اللّٰھم صل علی محمدؐ۔

آپ رحمت ہیں عالم حیوان کے لئے کہ حیوۃ حیؐ و قیوم
خدا کی صفت ہے اور آنحضورؐ اس کے بندے اور اس کے مظہر اتم
و اکمل ہیں۔ حضور نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہر جاندار سے حسن سلوک کرو
جو کسی پیاسے جانور کو پانی پلائے گا اسے اجر ملے گا۔

"گبن" جو ایک دشمن اسلام عیسائی مورخ ہے اپنی کتاب میں
تسلیم کرتا ہے کہ خیرات کے متعلق کسی مذہب کی تعلیم ہمارے آقا
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتی آپ نے خیرات کا ایسا
ہمہ گیر نظام قائم کیا جو ہر لحاظ سے بے نظیر ہے۔ حیوان بھی اس سے

باہر نہیں رہنے پائے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میرے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نہایت خوفزدہ بھاگتا آیا اور آپؐ
کے سامنے بیٹھ کر قدموں میں سر رکھ دیا۔ پھر اس طرح آوازیں نکالنے
لگا گویا سخت تکلیف میں ہے۔ حضور نے فرمایا۔

یہ اپنے مالک کے خلاف تمہارے رسول کی پناہ لینے آیا ہے۔
کہتا ہے کہ ساری عمر اس کی خدمت کی۔ اب بڈھا ہو گیا ہوں تو مجھے
ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اتنے میں اس کا مالک بھی آگیا کہنے لگا حضور میرا
اونٹ مجھے دے دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے ذبح نہیں کرونگا
فرمایا نہیں خدا نے تمہارے دل میں وہ شفقت نہیں رکھی جو میرے دل
میں ہے اس کی قیمت لے لو۔ اس نے میری پناہ لی ہے۔ میں اسے واپس
نہیں کرونگا۔ چنانچہ حضور نے اسے خرید کر چراگاہ میں آزاد چھوڑ دیا

اسی طرح آپ ایک دفعہ سفر سے واپس آرہے تھے۔ دوپہر کا وقت
سخت گرمی کا موسم تھا خیمہ میں آرام فرما رہے تھے کہ ناگہاں ایک پرند
کی دردناک چیخوں کی آواز آئی جس کے بچے کسی نے اٹھائے تھے ہمارے
رسول کا مامتا سے زیادہ شفیق آبگینوں سے زیادہ حساس و نازک دل
مامتا کی پکار سنکر تڑپ گیا۔ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

اس پرند کو اس کے بچوں کی طرف سے کس نے تکلیف دی ہے اس کے بچے واپس اس کے گھونسلے میں رکھ دو۔

لاتضار والدة بولدها۔

کسی ماں کو خواہ وہ انسان ہو یا حیوان۔ اس کے بچے کی طرف سے تکلیف دینا ہرگز جائز نہیں۔

آپؐ اولین و آخرین کیلئے رحمت ہیں

اور سب سے بڑھ کر آپ رحمت ہیں انسان کے لئے، انبیاء کے لئے بھی اور اولیاء کیلئے بھی اولین کیلئے بھی اور آخرین کیلئے بھی ادنیٰ کیلئے بھی اور اباعد کے لئے بھی۔ عرب کے لئے بھی، عجم کے لئے بھی، دوست کے لئے بھی اور دشمن کے لئے بھی۔ اپنوں کے لئے بھی، غیروں کے لئے بھی، عورتوں کے لئے بھی، مردوں کے لئے بھی، بچوں کے لئے بھی اور جوانوں اور بوڑھوں کے لئے بھی، اچھوں کے لئے بھی اور بُروں کے لئے بھی۔ غلام کے لئے بھی اور آزاد کے لئے بھی، غریب کے لئے بھی اور امیر کے لئے بھی۔

فان رسول اللہ ولی اغنیائھم وفقرائھم

رسول کی ہمدردی سب کے ساتھ ہے امیر کے ساتھ بھی اور غریب کے ساتھ بھی۔

خود فرماتے ہیں۔

انما انا رحمۃ مھداۃ

میں تو محض رحمت ہوں اور خداوند کا وہ تحفہ ہوں جو اس نے انتہائی محبت کی وجہ سے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے۔ خدایا تو ہمیں اپنے فضل سے اپنے اس بے بہا تحفہ کی قدر کرنے کی توفیق دے۔ آمین

آپ انبیاء کے لئے رحمت ہیں کیونکہ آپؐ ہی خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ ہی کی مہر نے ان کو مقام نبوت تک پہنچایا اور قرب الہٰی کا وارث کیا۔ آپؐ مصدق ہیں جنہوں نے پہلے انبیاء کی صداقت کو دلائل سے منوایا ورنہ ہمارے پاس ان کی صداقت کا کوئی ثبوت نہ تھا آپؐ ہی تمام انبیاء میں سے ایک ایسے یکتا وجود ہیں جنہوں نے اپنی امت سے اقرار کروایا کہ

لانفرق بین احد من رسلہ

کہ ہم تو موحد ہیں۔ ہمارا تعلق تو خدا تعالیٰ سے ہے نہ کسی قوم یا ملک یا زید یا بکر سے جو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہو یا اسمٰعیلی ہندوستان کا ہو یا یونان کا۔ ہم خدا کے سب نبیوں کو قبول کرتے ہیں سب کا احترام کرتے ہیں۔ سب سے محبت کرتے ہیں۔ آپؐ کی رحمت دیکھو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان هذه امتكم امة واحدة

کہ اے جملہ انبیاء خواہ تم کسی ملک یا قوم یا زمانہ سے تعلق رکھتے ہو یہ امت محمدیہ تم سب کی امت ہے انہیں تم سب پر ایمان لانے سب سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپؐ کی شفقت ملاحظہ کرو کہ انبیاء کے اپنے پیرو تو انہیں گنہگار بتاتے ہیں، لیکن آپؐ ان کی عزت کو قائم کرتے۔ اور ان پر لگائے ہوئے الزامات کو دور فرماتے ہیں اور تعلیم دیتے ہیں۔

بل عباد مکرمون لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون۔

وہ خدا کے بڑے مکرم اور معزز بندے تھے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ اور نہ اپنی مرضی سے کچھ کرتے تھے۔ خدا کے بلائے بولتے تھے اور اس کے حکموں کے مطابق عمل کرتے تھے۔

آپؐ رحمت ہیں اوّلین کے لئے بھی اور آخرین کے لئے بھی کہ آپؐ نے انسانیت کی لاج رکھ لی۔ اور اس کو اس کا فخر عطا فرمایا۔ یا تو وہ وقت تھا کہ جب خدا نے آدم کو خلیفہ بنایا تو فرشتوں نے اعتراض کیا تھا کہ یہ فساد کرے گا اور خون بہائیگا اور ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور شیطان لعین نے ڈینگ ماری تھی کہ

بعزتك لاغوينهم اجمعين

اور خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

انی اعلم ما لا تعلمون

میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے ابھی تو ابتدا ہے جب اس ابتداء کی انتہا ہوگی۔ تب تم سے پوچھوں گا۔ یا پھر وہ وقت آیا کہ جب خدا کا یہ کام انتہا کو پہنچا اور رحمۃ للعالمین ظہور فرما ہوئے تو فرشتے اپنی لاعلمی کا اقرار کرتے ہوئے آپؐ کے کاموں کی سرانجام دہی میں لگ گئے۔

فرماتا ہے۔

ان الله وملائكته يصلون على النبي

اللہ ہی اپنے نبی کی تعریف نہیں کرتا۔ فرشتے بھی اس کی بزرگی کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اس کو دعائیں دیتے ہیں حضور فرماتے ہیں:-

ان الله يباهي بكم الملائكة

کہ اللہ تعالیٰ تمہارے وجود سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے کہ دیکھو میرے بندے میرے محمدؐ کی امت کیسی اچھی ہے۔ دوسری طرف شیطان بھی اپنی سب چوکڑی بھول گیا اور ہاتھ جوڑ دیئے کہ

الا عبادك منهم المخلصين۔

کہ تیرے مخلص بندوں تیرے رسول کا رنگ اختیار کرنے والوں
پر میرا زور نہیں چلتا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شیطان
کے خلاف مدد دی ہے یہاں تک کہ وہ فرمانبردار ہو گیا ہے۔

انجیل میں لکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کسی سے کیا محبت
کر سکتا ہے کہ اپنی جان اس کے لئے دے دے۔ میں کہتا ہوں کر سکتا
ہے بخدا کر سکتا ہے۔ ہزار بار کر سکتا ہے لاکھ بار کر سکتا ہے اور ہمارے
رسول نے ایسی محبت کر کے دکھائی ہے۔ کیا کوئی باشعور انسان
اس بات کو مان سکتا ہے کہ اس سپاہی کی محبت جو اپنے ملک کیلئے
جان دیتا ہے اس ماں سے بڑھ کر ہے جو بار بار اپنے بچہ کی خاطر موت
کا سامنا کرتی ہے۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر اس شفیع کی محبت کا
کون مقابلہ کر سکتا ہے جس کے متعلق خود خدا فرماتا ہے۔ کہ تو کہہ دے
کہ میری دعائیں میری قربانیاں میرا مرنا اور میرا جینا اللہ کے لئے ہے
جو رب العالمین ہے تا میری قربانیوں کے نتیجہ میں تمام مخلوق کی
ربوبیت ہو۔ ساری دنیا کا بھلا ہو۔ اس کی شفقت کا کون مقابلہ
کر سکتا ہے جو خدا کے ہر بندے پر ہزاروں ماؤں سے زیادہ شفیق
تھا جس کو خدا فرماتا ہے۔

لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین

کیا تو اس غم میں کہ انسان اپنے رب کو کیوں قبول نہیں کرتے
اپنے آپ کو بالکل ہی ختم کر دے گا۔ جو کہتا ہے کہ اللہ کی قسم میری
دلی تمنا ہے کہ خدا کی راہ میں اس کے بندوں کی خدمت میں قتل
کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں
پھر قتل کیا جاؤں، حضرت علیؓ جیسے بہادر انسان کی گواہی ہے کہ
جب جنگ بہت خطرناک صورت اختیار کر لیتی تھی تو ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے پناہ لیتے تھے اور آپؐ دشمن کے
مقابلہ میں سب سے آگے ہوتے تھے[1]

دنیا میں عظیم الشان روحانی تغیر

سوچو اور غور کرو کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
تو دنیا کی کیا حالت تھی۔ پھر آپ نے کیا بنا دیا۔ اس وقت تمام دنیا پر

[1] یہ رحمۃ للعالمین کی رحمت کا عجیب اور محیر العقول معجزہ ہے کہ باوجود اس کے کہ آپؐ کو
بامر مجبوری جنگیں کرنی پڑیں اور باوجود اس کے کہ آپ جنگ میں سب سے آگے ہوتے
تھے۔ پھر بھی آپ کے ہاتھ سے سوائے ایک ازلی شقی ابی بن خلف کے۔ اور
وہ بھی اتفاقاً بغیر ارادہ قتل کے کوئی شخص قتل نہیں ہوا نہ معلوم وہ کیسی رافت
اور رحمت تھی کہ آپ کے ہاتھ میں آکر تلواریں بھی رحم پیدا ہو جاتا تھا۔ نیزے
بھی نرم پڑ جاتے تھے۔

تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ہر طرف شرک، بُت پرستی، ضلالت و گمراہی
کا دور دورہ تھا۔ ایک ایسی زہرناک ہوا چلی تھی جس نے ساری
زمین کو ہلاک کر دیا تھا۔ انسانیت ختم ہو چکی تھی۔ شرافت دم توڑ
چکی تھی۔ انسان درندہ بنا ہوا تھا۔ انتہائی گند میں ملوث تھا لیکن
اسے اپنے گند کا احساس تک نہیں تھا۔ تمام انسان شیطان کے دوست
بنے ہوئے تھے۔ رحمٰن کا کوئی دوست نہیں رہا تھا کہ ناگہاں
خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اس نے اپنے ایک بندے کے دل
میں مخلوق کی ہمدردی کا ایسا جوش پیدا کر دیا کہ وہ ان کے فائدے
کی خاطر ہر دکھ اور مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ وہ
مخلوق کی تباہی کو دیکھ کر تڑپ اٹھا۔ گھر بار چھوڑ کر، بیوی بچوں سے
الگ ہو کر آبادیوں سے دور نکل گیا۔ اور غار حرا کی وحشت ناک
تنہائی میں جا کر رویا۔ نہ اسے اپنے جسم کا خیال تھا نہ اپنے نفس کے
آرام سے غرض۔ بس دن رات خدا تعالیٰ کے حضور تضرع کرنا اور گڑگڑانا اور
بندوں کے لئے رحم کی بھیک مانگنا اس کا کام تھا۔ اس کا دل خون
ہو کر آنکھوں کی راہ بہہ گیا۔ اس نے ایسے ایسے پُردرد نالے کئے، ایسا
شیون بپا کیا کہ فرشتے بھی رو پڑے۔ کون اس درد کا تصور بھی کر سکتا
ہے۔ کون اس غم کو سمجھ سکتا ہے۔ کسے پتہ ہے کہ وہ کیسی پُرسوز دعائیں

تھیں جو ہمارے شفیع نے ہمارے مشفق ہمارے چاہنے والے رسول نے
ہمارے لئے غار کی تنہائی میں کیں۔ سوائے خدا کے جس نے آخر آپؐ کی
دعاؤں کو سنا اور کہا کہ اچھا جا تیری خاطر ہم نے معاف کیا تو دنیا کے
پاس میری رحمت کا پیغام لے کر جا اقراء باسم ربك اپنے
رب کا نام لے کر یہ پیغام دنیا کو پہنچا۔ لیکن یاد رکھ کہ یہ سب کچھ تیری
خاطر ہے۔ تیرے رب کی طرف سے ہے۔ چنانچہ آپؐ آئے اور دنیا کو
خدا کا پیغام پہنچایا اور فرمایا۔

یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا
الذی له ملك السموات والارض لا اله
الا هو یحی و یمیت فامنوا بالله ورسوله (اعراف)

اے تمام انسانو! تم خواہ کسی قوم یا ملک یا زمانہ سے تعلق رکھتے ہو
میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ سب کا ہمدرد اور
غمگسار ہوں۔ تمہیں خدائے واحد کی طرف بلاتا ہوں جس کے ہاتھ میں
زمین و آسمان کی بادشاہت ہے۔ اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں
وہ اکیلا ہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس سے پیار کیا جائے اور اسے
پوجا جائے۔ موت و حیات اسی کے قبضہ میں ہے۔ اگر تم اسے قبول
کرو گے تو وہ تمہیں زمین و آسمان کی بادشاہت بخش دے گا۔ اور

ہمیشہ کی زندگی عطا فرمائے گا۔

یہ پیغام سنکر آپ کی ہنسی اڑائی گئی۔ دکھ دیا گیا اتنی تکلیف دی گئی جو ناقابلِ بیان ہے۔ آپؐ کو بھی اور آپ کی ازواج و اولاد کو بھی آپؐ کے صحابہ کو بھی یہاں تک کہ اس مقدس سر پر جب وہ خدا کے حضور گرا ہوا تھا اوجھڑی رکھ دی گئی۔ ہاں اس مقدس سر پر جو ساری رات ان کی خاطر خدا کے آستانہ پر گرا رہتا تھا اور عرض کرتا تھا۔

ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفرلھم
فانك انت العزیز الحکیم۔

خدایا اگر تو انہیں عذاب دینا چاہے تو یہ نہ بھولیو کہ آخر یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو پیارے یہی تیری شان کے شایاں ہے۔ لیکن کوئی دکھ اور کوئی تکلیف آپؐ کی شفقت کے سیلاب کی روانی کو روک نہ سکی۔ آپؐ نے خدا کے حکم

نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم وان
عذابی ھو العذاب الالیم۔

کے مطابق ہر دروازہ پر دستک دی۔ ہر انسان کے پاس پہونچے مکہ کی گلیاں، عرفات اور منیٰ کے میدان، عکاظ اور ذوالمجنہ کے میلے یثرب کی سرزمین، قادیان کی خاک، ربوہ کی پہاڑیاں گواہ ہیں کہ

آپؐ نے خدا کا پیغام ہر ایک کو پہنچایا۔

آخر آپؐ کا سوز آپؐ کا درد، آپ کی آہ و بکا کام آئی۔ آپؐ کی شفاعت نے اثر کیا۔ آپؐ کی محبت رنگ لائی وہ جو اندھے اور بہرے اور گونگے تھے۔ انہیں زبان اور کان اور آنکھیں عطا ہوئیں وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے تھے انہیں زندگی عطا ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

جاؤك منھوبین کالعریان
فسترتھم بملاحف الایمان
صادفتھم قوما کروث ذلة
فجعلتھم کسبیکة العقیان
حتی انثنی بر کمثل حدیقة
عذب الموارد مثمر الاغصان

آپؐ کے صحابہؓ آپ کے پاس ایسے حال میں آئے کہ ننگے تھے۔ شیطان نے ان کا سب کچھ لوٹ لیا تھا۔ اور لباس تقویٰ کا ایک تار بھی ان کے جسم پر نہ چھوڑا تھا۔ پھر ننگے ہی نہ تھے بلکہ گندے بھی تھے۔ سر سے پیر تک اس طرح گند میں ملوث تھے کہ دیکھ کر گھن آئے لیکن یا رسول اللہ آپؐ نے ان کو ماں سے بڑھ کر چاہت کے ساتھ اپنے سینہ سے لگایا۔ ان کو نہلایا دھلایا پاک کیا اور پھر تقوے

اور ایمان کی نہایت اعلیٰ خلعتوں سے ان کے ننگ ڈھانکے۔ وہ گوبر تھے۔ آپؐ کے ہاتھ کے اعجاز نے انہیں خالص سونا بنا دیا۔ وہ ایک ویرانہ سے مشابہ تھے۔ آپ کی رکھوالی نے انہیں شاندار باغ میں تبدیل کر دیا۔ جس کے پھلوں اور جس کے چشموں کا کوئی باغ مقابلہ نہیں کر سکتا۔

آپؐ کی شفقت اور رحمت کا سب سے بڑا ثبوت

غرض آپؐ کی شفقت اور رحمت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپؐ نے دنیا کو مردہ پایا اور زندہ کر دیا۔ خدؔا کا قانون یہی ہے کہ انسان کو زندگی کے حصول کے لئے موت میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ دیکھو ایک ماں جو بچے کو جنم دیتی ہے۔ وہ کتنے خطرات کا مقابلہ کر کے کتنے دکھ اٹھا کر کس طرح صریح موت میں سے گزر کر بچہ جنتی ہے اور ظاہر ہے کہ روحانی پیدائش جسمانی پیدائش سے زیادہ کٹھن اور مشکل ہے۔ پس آپؐ نے جو لاکھوں کو زندگی دی تو اسی وجہ سے کہ آپؐ نے مخلوقِ خدا سے انتہائی محبت کی وجہ سے ان کے لئے لاکھوں دکھوں کا سامنا کیا۔ اور وہ قربانی پیش کی جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ پھر آپؐ نے انہیں حیوان پایا اور چوپان بنا دیا۔ جاہل پایا اور

علم و معرفت کے آسمان کا ستارہ اور ایک دنیا کا استاد بنا دیا۔ وہ جو انسانیت سے بھی بے بہرہ تھے۔ آپؐ کی تربیت اور شفاعت کے نتیجہ میں ایسے پاک ہوئے کہ انہوں نے خدؔا کو پا لیا۔ اور خدا نما وجود بن گئے۔ یہ وہ شفاعت اور شفقت کا معجزہ ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ یہ وہ بے نظیر اصلاح ہے جس کا نمونہ کہیں اور تلاش کرنا عبث ہے بلکہ بقول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر سارے نبی مل کر بھی وہ کام کرنا چاہتے جو آپؐ نے کیا تو کبھی نہ کر سکتے۔ ان کو وہ شفقت وہ رحمت، وہ انشراحِ صدر، وہ عزم و استقلال، وہ بے نفسی اور دوسروں کی خاطر ایثار کی وہ روح نہیں ملی تھی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ جہاں دوسرے نبیوں کی قومیں ہلاک کی گئیں۔ آپؐ کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی۔ یہ آپؐ کی شفقت ہی تو تھی جس نے یہ معجزہ دکھایا اور آپؐ کو وعدہ دیا گیا کہ

ما کان اللہ معذبھم و انت فیھم۔

جب تک تو ان میں موجود ہے خدؔا انہیں عذاب نہیں دے گا اور اگر سزا دی بھی تو وہ بھی آپ کے ہاتھوں دلوائی تاکہ اس طرح بھی آپؐ کی رحمت کا نظارہ دنیا کو دکھائے۔

آپؐ کا عفو و انتقام آپؐ کی شفقت کا مظہر ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خدا تعالیٰ کی صفت مالکیت کے کامل
مظہر تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عفو و انتقام کا کامل اختیار
دیا تھا۔ کیونکہ عفو و انتقام مالک ہی کے شایان ہے۔ دوسرے
انسان جہاں انتقام اپنی ذاتی دشمنی کی وجہ سے لیتے ہیں۔ وہاں
بعض اوقات ان کا عفو بھی دشمنی کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و انتقام دونوں آپؐ کی شفقت کا
مظہر ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کبھی کسی انسان پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ نہ کبھی کسی بچہ پر۔ نہ نوکر پر
نہ عورت پر۔ آپ نے کبھی اس تکلیف کا جو آپؐ کو دی گئی انتقام
نہیں لیا۔ ہاں اگر کوئی خدا کے احکام کو توڑتا تو آپؐ اسے سزا دیتے
تاکہ اس کی تادیب ہو۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے غضب سے بچ جائے۔
اسی طرح جب آپؐ معاف فرما دیتے تو اس سے بھی مقصود اصلاح
اور ہمدردی ہوتی۔ اور صرف معاف ہی نہ فرماتے تھے بلکہ احسان
بھی فرماتے۔ ثابت نہیں کہ آپؐ نے کبھی صرف عفو کیا ہو ساتھ
احسان بھی ضرور ہوتا تھا۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس
واللہ یحب المحسنین۔

ایک دفعہ ایک گنوار حضورؐ کے پاس آیا اور سوال کیا۔ آپؐ نے
جو کچھ آپؐ کے پاس تھا اسے دیدیا۔ پھر پوچھا کیوں کافی ہے؟ کہنے لگا
آپؐ نے تو خاک بھی نہیں دیا۔ اور پھر آپ کو گالیاں دینے لگا۔ صحابہؓ
کو اتنا غصہ آیا کہ انہوں نے تلواریں نکال لیں کہ ہم اسے زندہ نہیں
چھوڑینگے لیکن حضور نے صحابہؓ کو ٹھنڈا کیا اور فرمایا کہ تم جاؤ میں اس سے
آپ نپٹ لونگا۔ پھر آپؐ اسے لے کر گھر آئے اور اس کا دامن بھر دیا
پھر فرمایا۔ کیوں اب تو خوش ہو؟ وہ تعریفیں کرنے لگا۔ آپ نے
فرمایا کہ مجھے نہ کسی کی مدح کی ضرورت ہے نہ ذم کی پرواہ لیکن
تم نے میرے صحابہ کا دل دکھایا ہے۔ اگر تم ضرور ہی تعریف کرنا
چاہتے ہو تو ان کے سامنے کرنا۔ اگلے دن وہ پھر آیا۔ حضور مجلس میں
تشریف فرما تھے آکر آپؐ کی رسالت کا اقرار کیا اور دعائیں دینے لگا
حضور صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ وہی ہے جسے کل تم
قتل کرنے لگے تھے۔ فرمایا سنو۔ ایک شخص کا اونٹ بھاگ گیا تھا
لوگ اسے پکڑنے لگے۔ لیکن وہ قابو میں نہ آتا تھا۔ آخر مالک نے
کہا تمہاری ہمدردی کا شکریہ تم اسے چھوڑ دو۔ یہ اونٹ میرا ہے

اور میں ہی اسے قابو کر سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ الگ ہو گئے۔ تھوڑی
دیر کے بعد وہ اونٹ گھاس کھانے لگ گیا۔ مالک نے جا کر چپکے
سے اس کی نکیل پکڑ لی۔ فرمایا میری اور تمہاری اور اس شخص کی یہی
مثال ہے۔ چونکہ یہ میری چیز ہے میں ہی جانتا ہوں کہ اسے کس طرح
قابو کیا جا سکتا ہے اگر تم پر معاملہ چھوڑا جاتا تو تم اسے قتل کر دیتے۔
اور یہ دوزخ میں جاتا۔

فتح مکہ کے بعد جس عفو کا آپؐ نے ثبوت دیا۔ وہ کیسا بے نظیر ہے
خون کے دشمنوں کو جن کے جرائم کی انتہا نہیں تھی۔

لا تثریب علیکم الیوم

کا مژدۂ جانفزا سنایا۔ یہ تو کافروں سے عفو تھا۔

ایک دوسرے موقعہ پر آپؐ نے منافقوں سے بھی ایسا ہی عفو
فرمایا اُحد کی جنگ کے موقعہ پر عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو
لے کر عین میدانِ جنگ سے واپس آ گیا۔ یہ غداری ایسا قبیح جرم تھا
جس کی سزا ہر قانون اور شریعت کے مطابق صرف اور صرف موت ہے
لیکن رحمۃ للعالمین نے نہ صرف یہ کہ ان کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ
احسان کا سلوک کیا۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت

فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک

کہ یہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی بے پایاں رحمت ہی کا نتیجہ تھا کہ تو نے
ان سے اتنی نرمی برتی۔ اگر تو تیز زبان اور سخت دل ہوتا تو یہ منافق
کب کے تیرے پاس سے بھاگ گئے ہوتے گویا خدا تعالیٰ نے منافقوں
اور چھپے ہوئے دشمنوں کی گواہی پیش کی ہے۔ کہ ان کا آپ کے جوار
میں رہنا ثبوت ہے کہ وہ یقین رکھتے تھے کہ آپ کا دامن دامنِ رحمت ہے

پھر انتقام لو تو آپؐ کا انتقام بھی دنیا سے نرالا ہے۔ اول تو کبھی
اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا۔ بار بار آپؐ کے قتل کے لئے لوگ آئے
اور عین موقعہ پر پکڑے گئے۔ ہر بار آپؐ نے معاف فرما دیا۔ اور جب
کسی کو سزا دی تو اس کے بھلے کے لئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین
واغلظ علیھم وماوٰھم جہنم وبئس
المصیر (توبہ)

اے نبی کفار اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر کیوں؟
اس لئے کہ اگر تو نے ان سے نرمی کی تو وہ اور بگڑ جائیں گے اور آخر
دوزخ میں جائیں گے یہ آیت صریح دلالت کرتی ہے کہ آپؐ کی
سختی صرف اور صرف اس لئے ہوتی تھی کہ لوگوں کو خدا کے غضب

سے بچائیں۔

ابوسفیان جو حضور کا جانی دشمن اور لشکر کفار کا سردار تھا فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گیا۔ حضور نے اسے اتنا مال دیا کہ اس کا گھر بھر دیا۔ لیکن وہ اور بھی مانگتا گیا۔ اور آپ دیتے گئے آخر کہنے لگا کہ

یارسول اللہ انت کریم فی الحرب کریم فی السلم۔

جب ہم آپؐ سے جنگ کر رہے تھے۔ تب بھی آپؐ احسان کا سلوک فرماتے تھے۔ اب بھی کہ ہم آپ کے ماتحت ہیں آپؐ احسان فرماتے ہیں۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ تبوک میں حضور کے ساتھ نہیں گئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت آپؐ نے انہیں سزا دی کہ اُن سے کوئی کلام نہ کرے۔ سورۂ توبہ میں ان کا واقعہ مذکور ہے اور بڑے دردناک الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حالت کا نقشہ کھینچا ہے جو بائیکاٹ کے دنوں میں ان کی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں جاتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نماز پڑھتا اور نماز میں کنکھیوں سے حضور کو دیکھتا رہتا۔ جب میری نظر دوسری طرف ہوتی حضور میری طرف دیکھتے۔ لیکن جب میں آپ کی طرف

نظر کرتا جھٹ دوسری طرف نظر کر لیتے۔ کتنا پیار تھا حضور کو اپنے غلاموں سے۔ سزا بھی دی ہے اور نظر بچا کر پیار کی نظروں سے دیکھتے بھی جاتے ہیں۔ فداہ ابی وامی

خلقِ خدا سے بے پناہ محبت

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انسانوں پر شفقت کے متعلق فرماتا ہے۔

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم۔

اس آیت کا لفظ لفظ حضور کی خلقِ خدا سے بے پناہ محبت پر شاہد ہے فرماتا ہے۔ تمہارے پاس خدا کا ایک پیغامبر آیا ہے۔ وہ کیا پیغام لایا ہے۔

قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔

تو ان سے کہہ دے کہ اے لوگو جنہوں نے اپنی جان پر گناہ کر کے

ظلم کیا ہے تم خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ میرے غلام بن جاؤ۔
میری پیروی اختیار کرو۔ پھر دیکھو گے کہ خدا تمہارے سارے گناہ
بخش دیگا۔

پھر فرمایا من انفسکم وہ رسول تم میں ہی سے ہے۔ تمہارے
جیسا ایک انسان ہے۔ یہ الفاظ بھی حضور کی شفقت پر دال ہیں
کیونکہ اول تو توحید کا سبق دیتے ہیں۔ جو حضور کا ہم پر سب سے بڑا
احسان ہے اور بتاتے ہیں کہ باوجود ان کمالات کے اور ان خوبیوں
کے آپ صاف طور پر کہتے تھے کہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں۔ یہ
خوبیاں اور حسن میرے ذاتی نہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے ہیں۔ میں بھی
ویسا ہی اس کے در کا فقیر ہوں جیسے تم۔ دوم۔ ان الفاظ میں ہماری
ہمت بڑھائی گئی ہے کہ شاباش مرد بنو۔ دیکھو میں بھی تمہارے جیسا
انسان ہوں۔ میں نے یہ کمالات حاصل کر لئے تو تم کیوں نہیں کر سکتے
اٹھو اور کوشش کرو۔ کھٹکھٹاؤ تمہارے لئے کھولا جائیگا۔

عزیز علیہ ما عنتم۔ ایسا شفیق ایسا مہربان ہے کہ
اپنی ذات کا ہر دکھ اور ہر تکلیف برداشت کر لیتا ہے۔ لیکن اگر
نہیں برداشت کر سکتا ہے تو تمہارا دکھ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس کے
لئے ناقابل برداشت ہے۔ یہی وہ صفت ہے جس نے آپ کو

دنیا کا نجات دہندہ بنا دیا۔ آپ کا قلب نازک خدا کی مخلوق کا
دکھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے ہر وقت خدا کے حضور
بندوں کی شفاعت میں گریہ کناں رہتے تھے۔ یہ حضور کے آنسو ہی
ہیں جو ہر مصیبت اور تکلیف کے وقت امت کے لئے رحمت کی
بارش بنکر برستے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بادل آتے
تو لوگ خوش ہوتے لیکن حضور جو اللہ تعالیٰ کے استغنا سے خائف
رہتے تھے بے قرار ہو جاتے کہ کہیں کسی قوم کے لئے یہ بادل عذاب
نہ ثابت ہوں۔ بے قراری سے ادھر ادھر ٹہلتے اور عرض کرتے۔ خدایا
ہمیں عذاب سے نہ ماریو۔ الٰہی ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کیجیو۔
میرے اللہ کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میرے ہوتے ان کو عذاب
نہیں دے گا۔

آپ نے تنگی کی زندگی کیوں اختیار فرمائی؟

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی تنگی سے
زندگی کے دن گزارے۔ کئی کئی مہینے حضور کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی
اکثر کئی کئی دن کے فاقے بھی کئے۔ ساری عمر کبھی دو وقت پیٹ بھر کر

روٹی نہیں کھائی۔ چٹائی پر سوتے تھے جس سے گورے گورے جسم پہ
سرخ سرخ نشان پڑ جاتے۔ ایک ہی جوڑا کپڑوں کا ہوتا۔ اس میں
بھی بہت سے پیوند لگے ہوتے لیکن سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں تھا
کیا آپؐ مفلس تھے یا کیا خداتعالیٰ کی نعمتیں اسی کے لئے حرام تھیں جس کے
لئے یہ نعمتیں بنائی گئیں۔ نہیں نہیں یہ دونوں باتیں نہیں تھیں بلکہ
اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بادشاہت اور دولت عطا فرمائی تھی۔ اور
سب نعمتیں آپؐ ہی کے لئے پیدا کی تھیں۔ لیکن پھر بھی جو آپ بھوکے
رہتے تھے اور نہایت تنگی کی زندگی بسر فرماتے تھے تو اس کی یہی
وجہ تھی کہ عزیزٌ علیہ ما عنتم۔ آپ خداتعالیٰ کے سارے بندوں کو
اپنے بچے سمجھتے تھے۔ کیا کوئی ماں اچھا کھانا کھا سکتی ہے جس کے بچے
بھوکے مر رہے ہوں۔ پھر ماں سے بڑھ کر چاہنے والا رسول کیونکر
خداتعالیٰ کے بندوں کو بھوکا دیکھ سکتا تھا۔ آپؐ اپنا سارا مال غریبوں
یتیموں۔ بیواؤں پر خرچ کر دیتے تھے۔ آپؐ بھوکے رہتے تھے ان کا
پیٹ بھرتے تھے۔ فداہ انفسنا۔

زاہرؓ حضور کے ایک غلام تھے۔ دیہات میں رہتے تھے شوق
دیدار کشاں کشاں مدینہ لے آتا۔ ظاہراً ان کا نہایت خستہ شکل
نہایت مکروہ ایسی کہ شائد ان کی ماں کو بھی کبھی پیار نہ آیا ہو لیکن

کان رسول اللہ یحبہ۔
حضور کو ان سے بڑی محبت تھی۔ ایک دفعہ حضور نے انہیں
دیکھا کہ مدینہ کے بازار میں اناج بیچ رہے ہیں۔ جسم سب خاک آلودہ ہے
اور پسینہ نے بہہ کر سارے جسم پر گلکاریاں کی ہوئی ہیں۔ نہایت ماندہ
دل شکستہ اور دکھی نظر آتے ہیں۔ حضور کا دل ان کے لئے پگھل جاتا ہے
پیچھے سے آکر پیار سے ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں وہ حیران
ہوتے ہیں کہ یہ مجھ سے چاہت کا اظہار کرنے والا کون ہو سکتا ہے
ہاتھوں کو چھوتے ہیں تو نہایت نرم ہاتھوں کی نرمی اور لطافت
اور محبت کا یہ انداز انہیں یقین دلا دیتا ہے کہ ایسی محبت کرنے
والا خدا کے رسول کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہاتھ پیچھے کر کے
حضور کو کمر سے پکڑ لیتے ہیں اور اپنا پسینے اور مٹی سے لت پت جسم
خوب خوب حضور کے مبارک وجود سے ملتے ہیں۔ اس پر حضور ہنس کر
ان کی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا لیتے ہیں۔ کچھ اور لوگ بھی جمع
ہو جاتے ہیں۔ آپؐ مسکراتے ہوئے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ
دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں یہ میرا غلام ہے۔ میں اسے بیچنا چاہتا ہوں
اسے کون خریدتا ہے۔ اس پر زاہر کو اپنی حالت یاد آ جاتی ہے
وہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ میرے جیسے کو تو کوئی غلام بنانا بھی

پسند نہیں کرے گا حضور ان کی یہ بات سن کر تڑپ جاتے ہیں فرماتے
ہیں ایسا نہ کہو تمہارا تو خود عرش کا خدا خریدار ہے۔

یارسول اللہ آپ پر خدا کی بے انتہا برکتیں اور رحمتیں ہوں
آپ نے اپنے ایک ناچیز غلام کی اتنی عزت افزائی اور ناز برداری
فرما کر ہمیشہ کے لئے اپنے غلاموں کا سر فخر سے اونچا کر دیا۔ اللھم
صل وسلم وبارك عليه بعدد همه وغمه وحزنه
لامته۔

حريص عليكم۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ رسول حریص ہے لیکن
اپنے لئے نہیں تمہارے لئے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ خدا کے بندے
اس کے تمام فضلوں اور برکتوں کو حاصل کریں۔ اس کی دلی خواہش
ہے کہ اس کی امت خدا کے نوروں کی، اس کے عرفان کی، اس کی
نعمتوں کی وارث ہو جائے۔ دن میں سو سو دفعہ دعا کرتے تھے۔

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين
انعمت عليهم۔

خدایا اپنے بندوں کو سیدھی راہ دکھا۔ ان کو ان تمام نعمتوں سے
حصہ دے جو تو نے اپنے مقرب بندوں کو عطا فرمائی ہیں۔ یہ آپ کی
دعائیں ہی تھیں جنہوں نے وہ دن دکھایا کہ حجۃ الوداع کے

موقعہ پر آپ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار پاک بازوں کا مجمع
ہو گیا۔ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے مثیل تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومنهم من يقول ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة
حسنة وقنا عذاب النار۔

ہمارا ایک بندہ ہے جو ہم سے ہر وقت مانگتا رہتا ہے کہتا ہے
خدایا میری امت کو دنیا کی حسنات میں سے بھی کامل حصہ دے
اور آخرت کی حسنات میں سے بھی کامل حصہ دے اور اے
ہمارے رب ہمیں اپنے غضب سے اپنے سے دوری کی لعنت
سے اپنے جہنم کے عذاب سے بچائے (آمین)

اللہ تعالیٰ نے اس بندے کا نام نہیں لیا صرف اتنا فرمایا کہ ہمارا
ایک بندہ ہے۔ اس لئے کہ نام لینے کی ضرورت نہ تھی۔ ہر سعید فطرت
خود سمجھ سکتا ہے کہ وہ ایک بندہ رحمۃ للعالمین کے سوا کوئی
نہیں ہو سکتا۔

آپ ہی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان صلوٰتك سكن لهم

تیری دعائیں ہی تیری امت کے لئے قوت، برکت، رحمت اور

اطمینانِ قلب کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

مخلوقِ خدا کی عدیم المثال خدمت

بالمومنین رؤوف رحیم۔

مومنوں سے بہت پیار کرتا ہے۔ ان پر بہت مہربان ہے ان پر خدائے رحیم کی رحمت کو آشکارا کرتا ہے۔ روحانی نعمتوں اور باطنی فیوض کو اگر الگ بھی کر لیا جائے تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کے لئے ہر وہ کام کیا ہے جو ماں باپ اپنی اولاد کے لئے کرتے ہیں۔ آپؐ بھوکے رہ کر انہیں کھلایا ہے دکھ اٹھا کر انہیں سکھ پہنچایا ہے آپ تکلیف اٹھائی ہے تاکہ انہیں آرام دیں۔ روئے ہیں تاکہ انہیں خوش دیکھیں۔

حدیث میں آتا ہے۔

کان رسول اللہ کثیر الاحزان

حضورؐ ہر وقت امت کے غم میں مبتلا رہتے تھے لیکن ان پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ عبداللہ بن حارث کہتے ہیں۔

ما رایت احداً اکثر تبسماً من رسول اللہ صلعم

اپنے غم کو چھپائے رہتے۔ جب صحابہؓ کو دیکھتے تو ہشاش بشاش

ہو جاتے۔ ہر ایک سے مسکرا کر ملتے۔ ان کے لئے امن اور راحت کے سامان کئے ہیں۔ ان کی حفاظت کی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک ماں اپنے بچہ کا گُو مُوت دھوتی ہے۔ تو یہ کام بھی آپ نے کیا ہے۔

ایک دفعہ ایک یہودی آپؐ کے ہاں مہمان آیا۔ خبیث آدمی تھا صبح آپؐ کے بستر پر پاخانہ پھر کر چلا گیا حضور نے دیکھا تو خود اپنے پاک ہاتھوں سے دھونے لگے۔ اتنے میں وہ یہودی اپنی تلوار جو وہ بھول گیا تھا لینے کے لئے واپس آیا۔ حضور کو بستر دھوتے دیکھ کر ڈر کے ٹھٹک گیا۔ لیکن بجائے اس کے کہ آپ اسے کچھ کہتے الٹے معذرت کرنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم تمہارے آرام کا پورا خیال نہیں کر سکے تمہیں تکلیف ہوئی۔ یہ اخلاق دیکھ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارا دن بندوں کی خدمت میں لگے رہتے۔ ان کو خدا کی طرف بلاتے۔ تعلیم دیتے۔ عرفان عطا فرماتے دین و دنیا میں ان کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے۔ امورِ حکومت سرانجام دیتے۔ ان کے جھگڑوں کا فیصلہ فرماتے۔ دشمنوں سے حفاظت کی تدابیر کرتے۔ یتیموں، بیواؤں، مسکینوں کی خبرگیری کرتے

کوئی بیمار ہوتا اس کی عیادت فرماتے۔ کوئی فوت ہو جاتا اس کے
جنازے میں شریک ہوتے کوئی غریب یا غلام دعوت کرتا تو بڑے
بڑے کام چھوڑ کر بھی اس کی دلدہی کی خاطر اس کے گھر جاتے۔ بڑھیا
عورتوں کا پانی بھرتے۔ کسی کو کوئی حاجت ہوتی اس کو فوراً رفع
فرماتے۔ کوئی کچھ مانگتا۔ آپؐ کے منہ سے کبھی "نہ" نہیں نکلتا تھا ایک
نیم مجنوں عورت تھی۔ وہ آکر آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیتی کہ یا رسول اللہ مجھے
آپؐ سے کام ہے۔ فرماتے تمہارے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے جہاں چاہو
لے جاؤ اور وہ عورت شاہ کونین کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے غلاموں
کی طرح لئے پھرتی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور کبھی فارغ نہیں رہتے تھے
غریبوں اور یتیموں کے کپڑے اور جوتے گھر لے آتے اور اپنے ہاتھ سے
سی دیتے۔ پھر جب دن بھر کے کاموں سے فارغ ہو کر جو اللہ ہی
بہتر جانتا ہے کہ آپؐ اتنے تھوڑے وقت میں کس طرح کر لیتے تھے
رات کو گھر جاتے تو یہ نہیں تھا کہ آرام فرماتے ہوں ذرا کمر سیدھی
کرنے کیلئے لیٹ جاتے تو

اذا فرغت فانصب

کا حکم یاد آجاتا۔ خداتعالیٰ کے حضور کھڑے ہو جاتے۔ اپنی امت کے لئے

دعائیں کرتے رات کو آپؐ کا رب آپؐ سے اظہار محبت کرتا اور کہتا۔

لاتذهب نفسك حسرات عليهم۔

میرے پیارے بندے کچھ تو اپنا خیال کر۔ دوسروں کی فکر میں
اپنی جان نہ ہلکان کر صبح خدا کی مخلوق آپؐ کے سوجے ہوئے پاؤں
اور روئی ہوئی آنکھیں دیکھ کر بیقرار ہو جاتی۔ عرض کرتے یا رسول اللہ
کیا خداتعالیٰ آپ کو سب کچھ دے نہیں دیا؟ کیا اس نے آپؐ کے سب
اگلے پچھلے قصور معاف نہیں کر دیئے؟ کیا وہ آپؐ کی سب ذمہ داریوں کا
آپؐ متکفل نہیں ہو گیا؟ پھر حضور کیوں اتنی تکلیف کرتے ہیں؟ کیوں
اتنی عبادت کرتے ہیں کہ پاؤں سوج جاتے ہیں؟ فرماتے

افلا اکون عبداً شکوراً

جب میرا رب مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے مجھ پر اتنے احسان کرتا ہے
میرے کاموں کا آپ متکفل ہو گیا ہے، میری امت پر جو میری عیال ہے
اتنا مہربان ہے تو کیا میں ان نعمتوں کا شکر گزار نہ بنوں۔ غرض آپؐ
کی زندگی قاب قوسین کا عجیب نظارہ ہے کہ رات کو آپؐ کا رب
آپ کی قربانیوں کی وجہ سے جو آپؐ مخلوق کے لئے کرتے تھے آپ پر
رحم کھاتا اور دن کو خداتعالیٰ کی مخلوق آپؐ کی تکلیف دیکھ کر آپؐ کے لئے
تڑپتی۔ ایسی شفاعت کا نمونہ کس دوسرے انسان نے دکھایا ہے۔

یہ حضور کی اپنی امت پر شفقت ہی تھی۔ جس کی وجہ سے حضور نے اپنے خاندان کو صدقات کے مال سے محروم کر دیا۔ ایک دفعہ صدقہ کی کھجوریں آئیں حسنؓ و حسینؓ چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے کہ حضرت حسینؓ نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی حضور کی نظر پڑ گئی انگلی ڈال کر ان کے منہ سے کھجور نکال دی۔ فرمایا میاں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آلِ محمد صدقہ کی چیز خود نہیں کھاتے۔ یہی ایثار اور قربانی کا سبق تھا جو ننھے حسینؓ نے اپنے مقدس نانا سے سیکھا جس کے نتیجہ میں آپ میدانِ کربلا میں وہ بے نظیر قربانی پیش کر سکے جس کے آگے مسیحِ ناصری کی قربانی ماند ہے۔

حضورؐ مجسم احسان تھے

غرض کوئی کس کس شفقت کو یاد کرے کس کس احسان کا ذکر کرے۔ حضور تو مجسم احسان تھے وہ کونسا احسان ہے جو آپ نے ہم پر نہیں کیا۔ وہ کیا چیز ہے جو آپ نے ہمیں نہیں دی اور وہ کونسا انسان ہے جس پر آپ کا احسان نہیں۔ آپ تمام بنی آدم کے محسن ہیں۔ ہر قوم اور ہر زمانہ کے لوگوں پر آپؐ کا احسان ہے۔ آپؐ کی ہمدردی آپؐ کا جود و احسان کسی قوم یا ملک یا زمانہ سے خاص نہیں۔ آپؐ ہی نے

ہمیں انسانیت سکھائی۔ اور انسانیت کا شرف عطا فرمایا۔ آپ ہی نے ہمیں سچی اور خالص علمی اور عملی توحید کا درس دیا جو ہر صداقت کی جان ہے۔ انسان کے سر کو وہ عزت عطا فرمائی جو اس کے شایان تھی یعنی اسے اپنے مالک کے قدموں میں جھکنا سکھایا۔ زندہ نشانوں کے ساتھ زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کیا۔ شریعت سکھائی اور شریعت کے احکام کی حکمتیں واضح کیں۔ شریعت کی تعلیم اور اس پر عمل پیرا ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ لیکن آپؐ کی شفقت اور تربیت نے شریعت کو ہمارے لئے آسان کر دیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

انما یسرناہ بلسانک۔

ہم نے شریعت کو تیرے جیسے شفیق باپ اور مہربان استاد کی زبانی سکھا کر یہ مشکل کام بھی تیری امت کے لئے آسان کر دیا ہے کیونکہ اول تو آپ نے بہت محبت اور شفقت سے تعلیم دی۔ دوم۔ ہر حکم پر خود عمل کر کے دکھایا قرآن دیا جو ایک ایسا خزانہ ہے جس کی دولت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ پاک کیا اور اس پاک سے ملنے کی راہیں بتائیں۔

اس سے بڑھ کر شفیق کون ہو سکتا ہے جس نے ہمیں آگ سے بچایا اور نجات کی راہیں دکھائیں۔ (آل عمران ۱۰۳)

اس سے زیادہ مہربان کون ہوسکتا ہے جس کے متبعین سے
خداتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم تقویٰ اختیار کروگے ۔ تو وہ تمہیں فرقان عطا
فرمائے گا۔ یعنی روح القدس تم پر نازل ہوگا ۔ تمہاری بدیوں کو
تم سے دور کردے گا ۔ تمہارے گناہ معاف کردئے جائیں گے (انفال)
اس سے بڑھ کر کون رؤوف ہوسکتا ہے جس کے پیرؤوں کے
تزکیہ کا خدا خود متکفل ہوجاتا ہے (سورہ محمدؐ) اس سے زیادہ خدائے
رحیم کی رحمت کا نشان کون ہوسکتا ہے جس کی امت سے خداتعالیٰ کا
وعدہ ہے کہ اگرچہ میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے ۔ لیکن میں اس
رحمت سے خاص طور پر ان کو حصہ دونگا جو اس معصوم نبی کی اتباع
کرتے ہیں جو تمام اچھی چیزوں کے دروازے ان کے لئے کھولتا
ہے اور ان ہی چیزوں سے انہیں محروم کرتا ہے جو خراب ہیں' جو
ان کے بوجھ خود اٹھالیتا ہے' جو انہیں شیطان کی اسیری اور نفس کی
غلامی اور توہمات اور رسوم کے طوق وسلاسل سے رہائی دیتا ہے
(سورۂ اعراف) ہاں اس سے بڑھ کر کس کی محبت ہوسکتی ہے ۔
جس کی پیروی انسان کو خدا کا محبوب بنادیتی ہے (آل عمران)
جو ماں باپ اپنے بچوں پر زیادہ شفیق ہوتے ہیں' زیادہ توجہ
اور دل سوزی سے اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں ۔ ان ہی کی اولاد

لائق نکلا کرتی ہے ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلسوزی اور
توجہ ہی تو تھی جس نے آپ کی امت کو خداتعالیٰ کی طرف سے بہترین امت
کا لقب دلایا ۔ جس کے صحابہ میں سے ہر ایک آسمان روحانی کا
تابندہ ستارہ بن گیا ؎

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آپ کی بے مثال شفقت کا ایک اور ثبوت

اور وہ جو قادیان میں ایک نور نازل ہوا اگر خدا تعالیٰ کی
بے پایاں رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال
شفقت کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے ۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے پھر ایک دفعہ دنیا کو انتہائی ضلالت و گمراہی میں دیکھا اور امت کو
انتہائی ذلت کی حالت میں پایا تو آپؐ کا دریائے رحمت پھر ایک دفعہ
جوش میں آیا اور آپؐ کی روح پھر امت کی اصلاح کی طرف متوجہ
ہوئی ۔ تب آپ کے خدا نے آپ ہی کے گود کے پالے کو' ہاں آپ
ہی کے بیٹے کو بھیجا کہ وہ دنیا میں جا کر دنیا کو پھر ایک بار اپنے روحانی
باپ اپنے رسول مطاع کی محبت و شفقت کا نظارہ دکھائے

کل برکۃٍ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم۔

صحابہؓ کی بینظیر قربانیاں

صحابہ کی بے نظیر قربانیاں، ان کا صدق ووفا آپؐ کی راہ میں ان کا اپنے ماں باپ کو، بیوی بچوں کو وطن کو چھوڑ دینا، آپؐ کی خاطر قربانی کے بکرے کی طرح اپنا خون بہا دیا۔ ان میں سے بعضؓ کا اپنے ہاتھ سے اپنے ماں باپ کو قتل کرنا اس لئے کہ وہ ان کے رسول سے دشمنی رکھتے تھے۔ کیا اس بات کا ثبوت نہیں کہ انہوں نے آپؐ سے وہ محبت دیکھی جس کی وجہ سے وہ آپؐ پر ہزاروں جان سے قربان ہو گئے۔ اور اپنے ماں باپ اور اولاد کو آپ پر قربان کر دیا۔ وہ انصاریہ ہمیں کیا بتاتی ہے جس کا خاوند بیٹا باپ اور بھائی سب جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ لیکن جو حضور کو دیکھ کر کہتی تھی۔

یارسول اللہ کل مصیبۃ بعدک جلل۔

آپؐ زندہ سلامت ہیں تو باپ کی بیٹے کی خاوند کی بھائی کی کسے پرواہ ہے۔ کیا یہی نہیں کہ انہوں نے آپ کا وہ پیار دیکھا جس نے آپؐ کو سب سے زیادہ پیارا بنا دیا۔ زید بن الدثنۃ

کی روح ہمیں کیا پیغام دیتی ہے جس کو مکہ کے بدبخت جب قتل کرنے لگے تو ابوسفیان نے کہا تھا کہ زید خدا لگتی کہنا کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تمہاری جگہ محمد (صلعم) ہمارے ہاتھوں میں ہوتے اور ہم انہیں قتل کرتے۔ تو وہ جوانمرد کہنے لگا۔

خداتعالیٰ کی قسم میں تو یہ بھی برداشت نہیں کرسکتا کہ میری جان کے عوض میرے رسول کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔

کیا یہی نہیں کہ اے محمدؐ کے غلامو! خدا اور رسول کی محبت میں جو بھی مصیبت پہونچے اسے انعام سمجھنا اور خوشی سے سہہ لینا لیکن خداتعالیٰ کے لئے اپنی محبت اور رسول کی عزت پر حرف نہ آنے دینا۔ کیونکہ ایسی محبت تم کسی دوسرے انسان سے نہیں پاؤ گے

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ
نباشد نیز شایانِ محمد

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

افسوس کہ اگر میں سو جانیں بھی آپؐ پر قربان کردوں تو بھی میری یہ قربانی آپؐ کی شان کے مطابق نہیں اور آپؐ کے احسانوں کا بدلہ نہیں ہوسکتی۔

حضرت عمرؓ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک دفعہ اپنے ایام خلافت میں

رات کے وقت مدینہ کی گلیوں کا چکر لگا رہے تھے کہ آپ نے
ایک عورت کی آواز سنی جو فراقِ رسول میں روتی تھی اور یہ شعر
پڑھتی تھی۔

علیٰ محمدٍ صلوٰۃ الابرار
صلی علیہ الطیبون الاخیار
قد کان قواما بکی بالاسحار
یالیت شعری والمنایا اطوار
ھل یجمعنّی وحبیبی الدار

سب نیک لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجتے ہیں۔ آپؐ ساری رات خدا کی عبادت کرتے اور رو رو کر
اس کے بندوں کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ موت تو آکر رہے گی
لیکن کاش کوئی مجھے اتنا بتادے کہ کیا مرنے کے بعد محبوب سے
ملاقات بھی ہوگی کہ نہیں۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ شعر سنے تو وہیں
بیٹھ گئے۔ ساری رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و
احسان کو یاد کرکے روتے رہے صبح افتاں وخیزاں گھر پہونچے
ایسے بیمار پڑے کہ کئی دن تک چارپائی سے اٹھ نہ سکے۔
یہ کیا بات ہے کہ آج بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

اس دنیائے ظاہری سے رخصت ہوئے تیرا سو اکہتر سال اور
کچھ ماہ گزر چکے ہیں۔ آپؐ کی یاد ہے کہ کسی طرح بھلائی
نہیں جاتی۔ آج بھی آپ کا نام آنے پر ہماری نطق ہماری
زبانوں کے بوسے لینے لگتی ہے کہیں سے محمدؐ نام
سن پاتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کسی نے کانوں میں
امرت انڈیل دیا ہے۔ چشم پُرآب ہوجاتی ہے۔ دل تیزی
سے دھڑکنے لگتا ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ

جبلت القلوب علیٰ حبّ من احسن الیہ

انسان کا دل محسن سے محبت کرنے پر مجبور ہے۔ آپؐ
کے احسان، آپؐ کے فیوض، آپؐ کی برکات، آپؐ کی شفقتیں
اور رحمتیں ہم پر بھی اسی طرح ہیں جس طرح صحابہؓ پر تھیں۔ ہم
آج بھی آپؐ کے وسیلہ سے خدا کی عنایات اور الطاف
کے وارث ہوتے ہیں جس طرح صحابہ ہوتے تھے۔ آپؐ کی
شفاعت سے اس یار یگانہ کی ہم پر محبت کی نظر ہے۔

آپؐ نے محبت و ہمدردی کا حق ادا کردیا

حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپؐ نے اپنے ایک لاکھ

چوبیس ہزار صحابہ کو اکٹھا کیا اور ایک نہایت بلیغ اور پُراثر خطبہ دیا۔ وہ تمام باتیں جو انہیں خداؐ کے قریب کرنے والی تھیں۔ پھر ایک بار انہیں سکھائیں اور ان تمام باتوں سے جو انہیں خدائے تعالیٰ سے دور کرسکتی تھیں روکا۔ ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت کا احترام کرنے کی تلقین فرمائی۔ عورتوں اور کمزوروں اور ماتحتوں پر شفقت کی نصیحت کی۔ آپس میں پیار و محبت سے بھائیوں کی طرح رہنے کا حکم دیا۔

پھر فرمایا لوگو قیامت کے دن خداتعالیٰ تم سے میرے متعلق پوچھے گا تو تم اسے کیا جواب دوگے۔ عرض کی

قد بلغت واديت ونصحت جزاك الله عنا خيرا۔

یارسول اللہ ہم عرض کریںگے کہ آپؐ نے خداتعالیٰ کا پیغام خوب اچھی طرح ہمیں پہنچا دیا۔ جو فرائض آپؐ کے ذمہ لگائے گئے تھے۔ ان سب کو پورا کردیا اور خداتعالیٰ کے بندوں سے محبت اور شفقت اور ہمدردی کا جو حق تھا وہ آپؐ نے ادا کردیا۔ یارسول اللہ ہم آپؐ کے احسانوں کا بدلہ نہیں دے سکتے

اللہ تعالیٰ ہی آپؐ کو ہماری طرف سے بہترین بدلہ دے۔

آج ہم لوگ جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں ہم بھی یہ گواہی دیتے ہیں کہ خدایا تیرے رسولؐ نے تیرا پیغام ہمیں اچھی طرح پہنچا دیا ہم سے ایسی محبت کی جو تیرے اور تیرے رسولؐ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔

خدایا اسے ہماری طرف سے وہ بدلہ دے جو اس کی شفقتوں اور تیری شان کے مطابق ہو۔

اللّٰهمّ صل وسلّم وبارك عليه بعدد همه وغمّه وحزنه لامتّه